مصائب کا سامنا کرنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں ہوتا۔ زندہ دل، بیدار مغز، اولوالعزم اور قوت ایمانی کے حامل لوگ عالی ہمتی سے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں، گر گر کر پھر اٹھتے ہیں، اگر جھپٹ کر پلٹتے ہیں تو پلٹ کر پھر جھپٹتے ہیں، دکھ سہتے ہیں، دکھ پالتے نہیں، اور آخر کار کامیابی ان کا مقدر ہوتی ہے، جان ہی دینی ہے تو ''جان آفریں'' کے نام پر دیجئے، کسی مجاہد کی راہ پر چلئے، یا پھر تمام مستضعفین (Depressed) اور مظلومین اور ستم رسیدہ (Oppressed) مل کر ایمانی قوت سے سرشار ہو کر اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے اٹھ کھڑے ہوں، اگر اللہ کا دین اور نظام مصطفیٰ ﷺ اپنی اصل، کامل اور جامع شکل میں نافذ ہوجائے تو پھر اس کے سائے میں سب کیلئے امان ہوگا، عافیت ہوگی، ہر ایک کے دکھ کا درماں اور درد کا مداوا ہوگا، دنیا بھی سکون کا گہوارہ ہوگی اور عاقبت بھی فلاح کی ضامن ہوگی۔

سیاسی زعماء سے گزارش:

انسانی جان بڑی قیمتی چیز ہے، یہ خالق ازل کی شان تخلیق کا سب سے بڑا مظہر ہے، اس کے ضیاع واتلاف اور ہلاکت کو نہ تو اپنی تائید وحمایت کا میزان ومعیار بنائیں، نہ اس پر جشن منائیں، نہ اس کی ترغیب دیں اور نہ اس کی حوصلہ افزائی کریں، بلکہ اس پر کف افسوس ملیں کہ ہم نے آزادی کے باون سال بعد ملک وقوم کو کس مقام پر پہنچادیا ہے اور اس صورت حال کے ازالے کے لئے ہمیں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے، وجود انسانی کا آبگینہ توڑنا نہیں، جوڑنا عبادت ہے، قدرت تو خود اپنی اس تخلیق اور شاہکار پر ناز کرتی ہے، ارشاد فرمایا: ''اور اس نے تمہاری صورت بنائی اور کیسی حسین صورت بنائی اور (تمہیں) اسی کی جانب لوٹنا ہے، (التغابن:۳)''۔ یہ جان اگر قربان ہو تو اسی کے نام پر جس نے اسے تخلیق کیا، اور اس شان نیازمندی کے ساتھ کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات!
(اقبال)

ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

فرقان کیا ہے؟

سوال: سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۲۹ میں ہے۔ تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا کہ کیا صحیح ہے؟ کیا غلط ہے؟ کیا اس کا تعلق علم، سائنس، ذہن انسانی کے ارتقاء وایجادات سے نہیں ہے؟ کیا یہ صرف عطیہ ربانی ہے؟ عطیہ انسانی ارتقاء نہیں ہے؟ <u>ف۔ جیم (کراچی)</u>

میرے محترم! آپ کے سوال کا تعلق، جس آیت سے ہے وہ الفرقان میں نہیں بلکہ الانفال میں ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ یا ایھا الذین امنو ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم ۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے قوانین پر چلو تو وہ تمہیں صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور فرمائے گا۔ اور تمہاری غلطیوں کو تم سے دور فرمائے گا اور (آئندہ کی غلطیوں سے تمہاری) حفاظت فرمائے گا۔ اس آیت میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا صلہ درج ذیل نتائج کی صورت میں بیان ہوا ہے۔

۱۔ فرقان ۲۔ کفارہ سیئات ۳۔ اور آئندہ غلطیوں سے (حفاظت)

آیت میں موجود ''ان'' حرف شرط ہے جیسے اردو میں اگر مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا تو تمہیں ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے تقویٰ اللہ اختیار نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ ان نعمتوں سے دور کر دیے جاؤ گے۔

میرے محترم! آپ نے چونکہ ''فرقان'' کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس لیے ''جعل فرقان'' کا سبب اصلی (علت) جانے بغیر، آپ فرقان (اور دوسری دو حقیقتوں کو) نہیں سمجھ سکتے۔ واضح رہے کہ اس مقام پر ''فرقان'' کسی موجود فی الخارج شے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اللہ کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی شے کو ہی فرقان کہا گیا ہے۔ ''تقویٰ اللہ'' دراصل اللہ کا نازل کردہ وہ قانون ہے، جسے اختیار کرنے کے صلے میں، یہ نتائج آپ سے آپ پیدا ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ نتائج خداوند عالم کے قانون مشیت کے تحت پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا ہی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے تقویٰ اختیار کرنے

کے ناگزیر نتائج بلکہ فوائد وثمرات کو بطور جزاء کے خود ہی بیان بھی فرما دیا ہے۔

رہ گیا یہ سوال کہ فرقان کیا ہے؟ تو آیئے اسکی تفصیل جاننے کے لئے ہم قرآن مجید سے رہنمائی لیتے ہیں۔ المعجم المفھرس للالفاظ القرآن الکریم کے مطابق لفظ ''الفرقان'' چھ مقامات پر آیا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی آیت سورۂ بقرہ/۵۳ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔ واذ اتینا موسیٰ الکتاب و الفرقان لعلکم تھتدون ۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان دی تا کہ (اے قوم موسیٰ) تم کامیاب وکامران ہو سکو۔

آپ نے دیکھا کہ موسیٰ کو کتاب اور فرقان دینے کی بات کی گئی ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ آیت میں موجود ''واؤ'' کو اگر ''تفسیری'' معنی میں لیا جائے تو یا ایک ہی حقیقت کے دو نام ہوں گے ۔ یعنی کتاب کی حقیقت، حق و باطل کے درمیان فرق کر دینے کی ہوگی اسلئے فرقان سے مراد بھی وہی کتاب ہے جو موسیٰ کو دی گئی۔ لیکن ''واؤ'' کو اگر ''عاطفہ'' مانا جائے تو پھر یہ دو الگ الگ حقیقتوں کے دو الگ الگ نام ہوں گے۔ یعنی جس طرح کتاب موجود فی الخارج کسی حقیقت کا نام ہے تو فرقان بھی کسی ایسی ہی دوسری حقیقت کا نام ہے۔ جو پیغمبر (موسیٰ) کی نبوت کی سچائی کا ایک کھلا ہوا نشان بنکر ظاہر ہوئی۔ میرا مطلب ہے کہ یہاں فرقان کے لفظ میں موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بیان ہے۔

میرے محترم! آپ نے فرق ملاحظہ کیا آپ کے سوال کے جواب میں اوپر بتایا گیا تھا کہ وہاں لفظ فرقان، خارج میں موجود کسی شئے کے طور پر نہیں آیا ہے۔ جبکہ یہاں وہ ایک ایسی حقیقت کے طور پر آیا ہے۔ جو خارج میں موجود ہے۔ کیا سمجھے آپ؟

میرا مطلب ہے کہ سورۂ انفال کا ''فرقان'' تقویٰ کا نتیجہ ہے، جبکہ سورۂ بقرہ کا ''فرقان'' کسی امر کا نتیجہ نہیں بلکہ کتاب یا پھر کتاب ہی کی مانند، خارج میں موجود کسی ''امر واقعہ'' کا صفاتی نام ہے۔

اسی سورہ (بقرہ) میں ذرا آگے چل کر (آیت نمبر ۱۸۵) یہ لفظ یوں استعمال ہوا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس و بینات من الھدیٰ و الفرقان (الیٰ آخر الایہ) اس آیت میں ھدی للناس ۔ بینات من الھدی ۔ و الفرقان کے بارے میں دو تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ ایک تفسیر کے مطابق ھدی للناس علم نحو کی رو سے قرآن کا ''حال'' ہے۔ یعنی قرآن لوگوں کا ہادی ورہنما ہے اور بنیات من الھدی بھی قرآن کا حال ہے۔ یعنی اسمیں ہدایت کی کھلی اور روشن نشانیاں ہیں اور الفرقان بھی چونکہ الھدیٰ پر معطوف اور من کے تحت ہے اس لئے یہ بھی قرآن ہی کا حال ہے۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق ھدی للناس، شھر رمضان کی ''خبر'' ہے۔ مطلب یہ کہ ماہ رمضان، لوگوں کے لئے

ہادی ورہنما ہے نیز بنیات من الھدیٰ بھی ماہ رمضان کی خبر ہے یعنی اس ماہ میں ہدایت کی روشن نشانیاں موجود ہیں۔ نیز الفرقان بھی ماہ رمضان کی خبر کا آئینہ دار ہے ۔ مطلب یہ کہ اسمیں اچھے اور برے کی، خیرو شر کی، نیک و بد اور حق و باطل کی تمیز ہو جاتی ہے۔ یوں یہ ماہ مبارک لوگوں کے لئے ایک کسوٹی اور میزان بن جاتا ہے۔

اس وضاحت سے آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہاں فرقان کا لفظ یا تو قرآن کے لئے آیا ہے یا پھر ماہ رمضان کے لئے۔ بہر حال ہر دو معنی میں ''فرقان'' موجود فی الخارج شے کا نام ہے۔

اب فرقان کے سلسلۂ بیان کی تیسری آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان (آل عمران/۳)

اور اس نے قبل ازیں توراۃ وانجیل اتاریں جو لوگوں کے لئے ہادی و رہنما تھیں اور اس نے فرقان بھی اتارا۔ اس آیت کے شروع میں فرمایا گیا تھا۔

نزّل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه ۔ ال عمران/۳

اس نے آپ پر (اے رسول محترم) خصوصی کتاب اتاری، جو سراسر حق ہے۔ اور جو کچھ ان (یہود و نصاریٰ) کے ہاتھوں میں ہے اسکی مصدق ہے۔

یہاں فرقان کے معنی کو سمجھنے کے لئے پوری آیت کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ یہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ نزل علیک الکتاب ۔ ہم نے آپ پر کتاب اتاری۔ پھر اسی مقام پر یہ فرمایا گیا۔ و انزل الفرقان ۔ ہم نے فرقان اتارا۔

ظاہر ہے کہ ایک ہی آیت میں کتاب وفرقان اتارنے کی جو بات کی گئی ہے وہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۵۳ کی طرح ہر دو حال سے خالی نہیں۔ ایک حال کے مطابق فرقان کا لفظ کتاب کے وصف کو نمایاں کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ بایں معنی یہ قرآن مجید کا صفاتی نام ہوا۔ اور توریت وانجیل کے ذکر کے بعد فرقان کا لفظ لانے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ توریت وانجیل کے محرف ہونے کو واضح کر دیا جائے کہ اب حق و باطل کے مابین فرق قائم کرنے والی کتاب فقط وہی ہے۔ جو اے رسول! آپ پر اتاری گئی ہے۔

دوسرے حال کے مطابق فرقان کا لفظ، حضور نبی کریم ﷺ کے نشانات نبوت کے طور پر آیا ہے جو آپکی نبوت و رسالت کی سچائی کو مبرھن کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ظاہر کئے جاتے رہے ہیں۔ بہر حال ان ہر دو معنی کی رو سے ''فرقان'' موجود فی الخارج شے کو کہا گیا ہے۔

اوراب یہاں نزلنا اور انزل کے حوالہ سے عرض کروں گا۔ آیت میں نزلنا کے دو مفعول بیان ہوئے ہیں۔ مفعول اول آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اور مفعول ثانی، کتاب ہے۔ جبکہ انزل کا مفعول فقط ایک بیان ہوا ہے یعنی فرقان اور اس کا دوسرا مفعول غائب ہے اسلیے مفعول ثانی کے غیر متعین ہونے کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ فرقان کے لفظ سے وہ عقل سلیم یا نور قلب، یا بصیرت ایمانی مراد ہوسکتی ہے، جو آسمانی کتابوں کی روشنی میں بتدریج انسان کو میسر آتی ہے۔ اس معنیٰ کی رو سے "فرقان" موجودفی الخارج کسی شے کا نام نہیں ہوگا بلکہ وہ فیض خداوندی ہوگا، جو اتباع وحی کے نتیجے میں انسان کو خدا کی مشیت کے تحت نصیب ہوتا ہے اور وہ اس کی مدد سے حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ امتیاز پیدا کرنے والی شے داخلی ہی ہوسکتی ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں فرقان کا لفظ یا تو قرآن کے لئے آیا ہے یا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے نشانات نبوت کے ثبوت کے لئے آیا ہے یا پھر عقل سلیم، نور قلب اور بصیرت ایمانی کے اثبات کے لئے آیا ہے۔

ہمارے سلسلۂ بیان کی چوتھی آیت یہ ہے۔

وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۔۔(الانفال ۴۱)

اور جو کچھ ہم نے اپنے بندہ خاص پر یوم الفرقان کو اتارا۔

اس آیت میں فرقان کا لفظ یوم کی اضافت کے ساتھ آیا ہے جس کا مطلب ہے فیصلہ کا دن۔ یعنی وہ دن، جس نے حق و باطل کے مابین فیصلہ کردیا۔ یہ غزوۂ بدر کا دن تھا۔ جسے آگے چلا یوم التقی الجمعان بھی کہا گیا ہے۔ یعنی دو گروہوں کے درمیان مڈبھیڑ کا دن۔

اوراب پانچویں آیت دیکھیے۔

ولقد اٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان و ضیا و ذکر اللمتقین ۔(الانبیاء ۴۸)

اس آیت کے مطابق موسیٰ اور ہارون کو جو کچھ دیا گیا تھا۔ اسے فرقان اور ضیاء کا نام دیا گیا ہے۔ میرے نزدیک یہاں فرقان سے مراد موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی ہے، اور ضیاء، ہارون علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی۔ یہ وحی اس لحاظ سے فرقان تھی کہ اس سے حق و باطل میں تمیز قائم ہو جاتی تھی۔ اور ضیاء اس لحاظ سے کہ اسمیں ہر قسم کی ذہنی و اخلاقی، علمی و عملی اور اعتقادی و روحانی ظلمتیں کا فور کرنے کا کما حقہ سامان موجود تھا۔ وحی خداوندی کے یہ دونوں نام ان کے اوصاف کے اعتبار سے ہیں۔ اور اس وحی خداوندی کو ذکر للمتقین اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس میں انفس و آفاق کے حقائق کی یاد

دہانی اور تذکیر بھی موجود تھی۔

اس وضاحت کے بعد یقیناً آپ جان گئے ہوں گے کہ یہاں فرقان کس معنیٰ میں آیا ہے؟

اوراب ہمارے سلسلۂ بیان کی آخری آیت ملاحظہ فرمائیے۔

تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۔(الفرقان ۱/۱)

تمام برکتوں کی حامل اور اپنی مخلوق کو ہمہ اقسام کی برکتیں عطا کرنے والی ذات کہ جس نے اپنے بندہ خاص پر فرقان اتارا، جو تمام جہانوں کے لئے باعث انذار ہے۔

ظاہر ہے کہ اس مقام پر "فرقان" سوائے قرآن کے کسی اور معنیٰ میں نہیں لیا جاسکتا۔ یہ وحی (قرآن) خدا کی طرف سے اتاری گئی وہ آخری کسوٹی اور میزان ہے جسکی روشنی میں حق و باطل، خیر و شر، اور صحیح و غلط کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس معنیٰ کی رو سے اسے یہاں "فرقان" کے صفاتی نام سے یاد کیا گیا ہے۔ خلاصہ کے طور پر عرض ہے کہ لفظ "فرقان" پورے قرآن میں خارج میں موجود کسی نہ کسی حقیقت کے اظہار کے مختلف اسمائے گرامی کے طور پر آیا ہے۔

کہیں وہ انبیائے کرام پر نازل ہونے والی وحی ہے۔ تو کہیں انبیائے کرام کے تعلق سے ظاہر ہونے والا نشان۔۔ کہیں وہ ماہ رمضان کا نام ہے تو کہیں یوم بدر کا نام، اور کہیں وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی آخری اور محفوظ وحی کا جگمگاتا ہوا صفاتی نام گویا صحیح معنیٰ میں اسم با مسمّیٰ۔

البتہ سورۃ الانفال کی آیت ۲۹ میں لفظ فرقانا جو آیا ہے وہ اس صلاحیت، خوبی اور قوت کے لیئے آیا ہے۔ جو وحی خداوندی کی رو سے، ہر اس شخص کو میسر آتی ہے، جو قانون خداوندی کا پیکر بن جاتا ہے۔ اور یہ کمال، تقویٰ کا وہ نتیجہ ہے جو خارج میں موجود کسی حقیقت کا نام نہیں بلکہ اس عقل سلیم اور نور قلب کا نام ہے، جو تقویٰ کی رو سے از روئے مشیت خداوندی، انسان کو میسر آجاتا ہے۔ جسکی روشنی میں وہ تمیز کرنے لگتا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ پھر ظاہر ہے کہ اس صحیح اور غلط کی پہچان کے دائرہ فکر و عمل میں وہ تمام علوم اور فنون بھی آجاتے ہیں جنکی بنیاد پر وہ تسخیر کائنات کے پروگرام میں سرگرم عمل ہو جاتا ہے۔ ذہن انسانی کے ارتقائے مستقیم میں یہ صلاحیت، کلیدی کردار کی حامل ہوتی ہے۔ پھر انسانیت کی نفع بخش اور فیض رسانی کے لئے نت نئی چیزیں وجود پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ بلاشبہ "یہ فرقان" (یعنی صراط مستقیم میں ارتقائے انسانی) دراصل خداوند عالم کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں، جنہیں "فرقان" کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

آخر میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ دولت بے بہا صرف انہی لوگوں کے حصے میں

آتی ہے جو توانین خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اور اسی جذبے سے سرشار ہوتے ہوئے کائنات کو تسخیر کرنا چاہتے ہیں۔

کیا چاند گرہن کا وقت ایک منحوس گھڑی ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چاند گرہن کا وقت ایک منحوس گھڑی ہے اور یہ انسانوں پر ایک کٹھن وقت ہوتا ہے لہٰذا اس وقت کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور کھانے پینے سے گریز کرنا چاہئے۔ البتہ زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہئے اور نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ باتیں درست ہیں یا غلط۔ اگر نہیں تو اسوقت کو گزارنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ (انجینئر شہزاد ندیم۔ دبئی)

میرے محترم! گرہن یا گہن سورج کا ہو یا چاند کا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت وقدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ نظام شمسی کا مطالعہ جہاں ہمیں اس امر سے روشناس کراتا ہے کہ سورج یا چاند گرہن کیوں اور کیسے ہوتا ہے؟ وہیں ہمیں اس حقیقت سے بھی متعارف کراتا ہے کہ سورج اور چاند ہر دو دراصل، قانون فطرت کے قاعدوں اور ضابطوں میں کچھ اسطرح جکڑے ہوئے ہیں کہ اس سے سرمو انحراف نہیں کرسکتے اور یوں گرہن ایک بڑی نشانی بن جاتا ہے آفتاب و ماہتاب کے مجبور و مقہور ہونے کی، پھر یہ امر آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے کہ جو مجبور محض ہو۔ وہ یقیناً خالق نہیں ہوسکتا چنانچہ یہ گرہن ان ہر دو کے مخلوق ہونے کی زبردست دلیل ہے پس ظاہر ہے کہ جو مخلوق ہو وہ ہرگز لائق پرستش نہیں۔ اسمیں (یعنی گرہن میں) زبردست رد ہے انکا کہ جو شمس وقمر کی پوجا کرتے ہیں اور وہ گرہن کی یہ حکمت سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سورج اور چاند، بوقت گرہن بزبان حال پکار پکار کر عالم کائنات کو متنبہ کرتے ہیں کہ "اے ہماری پرستش کرنے والو! ہماری چال اور ہمارے حال کو اپنی اپنی قسمتوں پر سعد و نحس ساعتوں کے حوالے سے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنے والو! کیوں شرک میں مبتلا ہوتے ہو۔ ہم تو محض تمہاری طرح ایک مخلوق ہیں اور مخلوق کا کام اپنی عبادات کرانا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے"۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہوا "الشمس والقمر بحسبان (۵۵/۵)" ترجمہ۔ اور سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (محو گردش) ہیں۔ نیز سورۂ بقرہ کی ایک آیت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی کیفیت سے متعلق ایک سوال اور اسپر رسول پاک ﷺ کا جواب بھی اس ضمن میں ہمیں یوں حقیقت آشنا کرتا ہے۔ "یسئلونک عن الاھلة قل ھی مواقیت للناس (البقرہ/۱۸۹)۔۔ الخ۔ ترجمہ۔

اور یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں کہ چاند کا گھٹنا بڑھنا لوگوں کے لیے ان کے اوقات کی تعیین ہے۔ یعنی لوگوں اور قوموں کی قسمتوں کے بننے اور بگڑنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اسکے منحوس ہونے کا تصور وعقیدہ، خواہ وہ (یعنی چاند) کسی حال میں ہو۔ ابتدائی تاریخوں میں ہو یا انتہائی تاریخوں میں ایام گرہن میں ہو یا ایام بیض میں، بہر حال سراسر غیر اسلامی وغیر قرآنی تصور وعقیدہ ہے۔

اور اب اس گرہن سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ "سورج اور چاند، خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ نہ تو ان میں کسی کی موت سے گرہن ہوتا ہے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے۔ پس جب تم گرہن دیکھو تو خدا کو یاد کرو"۔ (متفق علیہ)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم گرہن دیکھو تو خدا سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور خیرات کرو"۔ (متفق علیہ) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور قیامت کا سا خوف ان پر طاری ہوگیا، پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی، جسکا قیام، رکوع اور سجدہ اسقدر طویل تھا کہ میں نے کبھی اتنا طویل قیام، رکوع اور سجدہ نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں، جنکو اللہ بھیجتا ہے نہ تو کسی کی موت کے سبب سے ہوتی ہیں اور نہ کسی کی پیدائش کا نتیجہ۔ لیکن اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم اس قسم کی نشانیوں میں سے کچھ دیکھو تو خدا سے ڈرو اور خدا کا ذکر کرو۔ دعا مانگو اور مغفرت چاہو۔ (متفق علیہ) اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند اسوقت گرہن میں آتے ہیں جبکہ دنیا کے سرداروں میں سے کوئی بڑا سردار مرجاتا ہے۔ جان لو کہ سورج اور چاند نہ تو کسی کی موت سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کی پیدائش سے اور یہ دونوں بھی خدا کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ خدا اپنی مخلوق میں جو چاہے تغیر کرے۔ پس ان میں سے جب کوئی گرہن میں آئے تو تم نماز پڑھو۔ اسوقت تک جب تک کہ وہ روشن نہ ہو جائے یا خداوند تعالیٰ کوئی حکم ظاہر نہ فرمادے"۔ (سنن نسائی)

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد اب آپ کے سوال کا اجمالاً جواب حاضر خدمت ہے۔ چاند گرہن کو منحوس سمجھنا سراسر غلط ہے۔ اس وقت کو گزارنے کا شرعی طریقہ اوپر احادیث میں مذکور ہوا، اس پر عمل کیا جائے۔

التفسیر اہل علم کی نظر میں

صاحبزادہ شاہ انس نورانی صدیقی

چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن، پاکستان

محترم جناب حافظ شکیل اوج صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ روانہ کردہ "التفسیر" کے دو شمارے جنوری تا مارچ اور اپریل تا جون موصول ہوئے۔ یاد فرمائی پر شکر گزار ہوں۔ اللہ رب العزت آپکو اسکا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

آپکی یہ علمی کاوش یقیناً قابل تحسین، لائق صد مبارکباد اور اہل علم کے مطالعہ کے لیے ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو انشاءاللہ آئندہ یہ رسالہ طالب علموں کے لیے بالخصوص اور اہل علم کے لیے بالعموم ایک گرانقدر اثاثہ ثابت ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل اسے کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

والسلام

ڈاکٹر محمد محسن نقوی

ممتاز شیعہ عالم دین ومحقق

Asalamu-Alaikum!

Brother Shakil Auj!

Thank you for sending me the current issue of "al-Tafseer.' I recieved it on Friday. It looks very informative and thought provoking. May Allah accept your efforts. I would like to contribute some articles to this periodical. I hope to get a positive response from your side. Thanks.

Dr. Mohsin Naqvi

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ (انڈیا)

(مئی ۲۰۰۵ء)

جامعہ کراچی کی مجلس التفسیر نے ایک مفید سہ ماہی دینی، علمی اور تحقیقی رسالہ "التفسیر" نکالا ہے، اس کا ابھی پہلا شمارہ شائع ہوا ہے، جب یہ اپنے آغاز میں ہی اتنا ہونہار ہے تو آئندہ اس سے جو توقع بھی کی جائے وہ بے جا نہیں ہوگی، اس کے اکثر مشمولات اگرچہ پہلے کے چھپے ہوئے ہیں لیکن لوگوں کے کمزور حافظے نے ان کو فراموش کر دیا تھا، اس لیے ان کو دوبارہ شائع کرنا علم و دین کی مفید خدمت ہے، انعامی بانڈز کے جواز وعدم جواز پر اہل علم و محققین کے خیالات نقل کر کے مدلل ترجیحی رائے پیش کی گئی ہے، مولانا شاہ محمد جعفر نے بتایا ہے کہ جہیز کتاب و سنت اور کتب فقہ سے ثابت نہیں، یہ قبیح رسم ہندو اثر کا نتیجہ ہے، ایک مضمون میں چاروں آئمہ کے وہ مسائل درج ہیں جن میں شاہ ولی اللہ صاحب نے کسی ایک کی موافقت اور دوسروں کی مخالفت کی ہے، اسی طرح دوسرے مفید علمی و دینی موضوعات پر بھی پرمغز مضامین سے یہ شمارہ آراستہ ہے، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوز جگر ہے، علم ہے سوز دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں، کمیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخ مکتب کے طریقوں سے کشاد دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ
(اقبالؒ)